

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 77

Track - 1

41:32

"جنت میں آدم و حوا کس طرح زندگی بسر کرتے تھے؟"

آدم و حوا کے تذکرے میں قرآن پاک کی آیات یہ ہیں ... یا آدم اسکن ... اے آدم تو جنت میں قیام کر... انت و زوجک الجنة ... کہ تو بھی قیام کر جنت میں اور سکونت اختیار کر اور تیری بیوی ... تو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں سکونت اختیار کرو۔ آدم حوا دونوں نے فکلیہا منها ... اور یہاں سے کھاؤ پیو۔ رغداً حیث شئتما ... کھاؤ پیو خوش ہو کر جہاں سے دل چاہے تو اب یہ جو ہے کہ یہاں سکونت اختیار کرو اور جہاں سے دل چاہے خوش ہو کر کھاؤ پیو اس سے ظاہر ہے کہ آدم و حوا وہاں کھاتے پیتے تھے جیہی اللہ تعالیٰ نے کہا ناں کے خوش ہو کر کھاؤ پیو۔ جہاں سے دل چاہے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں آدم و حوا چلتے پھرتے بھی تھے سکونت کا ظاہر ہے کہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہاں رہنے کا ٹھکانہ بھی تھا، مکان بھی تھا۔ یہ آدم اور حوا دونوں جب جنت میں قیام کرتے تھے، جنت میں رہتے تھے وہاں کھانا پینا تھا ایک تو یہ بات ہوگئی دوسری یہ کہ رہائش کے لئے جگہ بھی تھی سکونت کا مطلب یہی ہے ہوتا ہے کہ بھئی کسی جگہ آدمی جاکر رہے اب رہ گیا جسم کا سوال ہے بھئی یہی جسم تھا جو یہاں ہے اگر یہی جسم ہوتا جو اس دنیا میں جسم ہے تو پھر نکالنے کا جو مسئلہ ہے کہ جب انہوں نے نافرمانی کی درخت کے قریب گئے اللہ تعالیٰ نے کہا بھئی اب تم اہبطوا مصرافان لکم ماسئلتم ... کہ اب تم یہاں سے اتر جاؤ اب تم جنت میں نہیں رہ سکتے اس لئے کہ تم نے نافرمانی کردی اور نافرمان بندہ جو ہے جنت میں نہیں رہ سکتا۔ فرمان بردار جنت میں رہ سکتا ہے نافرمان بندہ جنت میں نہیں رہ سکتا پھر یہ بھی ہے کہ صاحب انہوں نے شجر ممنوعہ کے قریب جانے کے بعد خود کو ننگا محسوس کیا اب ننگا محسوس کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جسم تو ان کا تھا اور جسم اسی طرح کا تھا جس طرح ہمارا جسم ہے اب جس طرح ہمارے اوپر سے کپڑے اتر جائیں ہم خود کو ننگا محسوس کریں گے تو ننگا تو جیہی محسوس کریں گے نہ جب ہمارا جسم ہوگا اور ہمیں پتہ ہوگا کہ بھئی ہمارے جسم میں کون سے ستر کے حصے ہیں کون سا ہمیں چھپانا چاہئے کون سا ظاہر کرنا چاہئے تو اس سے یہ بھی بات پتہ چل گئی کہ جسم تھا وہاں جنت میں آدم اور حوا دونوں کھاتے پیتے بھی تھے اور رہنے کے لئے جگہ بھی تھی اب یہ کہ لباس کیا تھا لباس کے بارے میں یہ کتابوں میں لکھا Atmosphere کیا ہے مفسرین یہ بتاتے ہیں وہ یہ تھا کہ اس وقت جنت کا جو

اس میں آدمی کے اوپر یہ ستر پوشی جو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا مثلاً جیسے اب گائے، بکری، بھینس، ان کو اس بات کا بالکل ہی احساس نہیں ہوتا کہ کوئی ہمیں کپڑے پہننے چاہئیں انسان جو حیوانات کو دیکھتا ہے بھئی بکری کو مؤنت، بکرا مذکر کو تو کبھی ہمیں خیال ہی نہیں آتا کہ یہ ننگا ہے تو یہ اصل میں ایک کیفیت ہے اور ایک اطلاع ہے ستر پوشی کی اور وہ اطلاع جو وہ ہمیں اللہ کی کتاب کے ذریعے، اللہ کے پیغمبروں کے ذریعے منتقل ہوئی کہ بھئی ستر پوشی جو ہے انسان کے لئے ضروری لیکن قرآن نے کہیں یہ نہیں بتایا، اور پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی کہیں اس بات کی نشاندہی نہیں کی کہ حیوانات کے لئے بھی ستر پوشی ضروری ہے تو وہاں جو لباس جنت میں تھا وہ اس قسم کا لباس تھا کہ اس میں ستر پوشی جو ہے زیر بحث نہیں آتی جب نافرمانی کی اور جنت نہ رد کردیا، جنت کا رد کرنے کا مطلب کیا ہوا؟ کہ جنت کے

Atmosphere

کو جو دماغ قبول کرنے والا تھا، جو شعور جنت کے دماغ میں رہتا تھا وہ

Suspend

ہو گیا جب

Suspend

ہو گیا تو ایک اور دماغ سامنے آیا وہ کون سا دماغ؟ نافرمانی کا دماغ یعنی جب تک آدم نے نافرمانی نہیں کی اور شجر ممنوعہ کے قریب نہیں گئے تو ان کا شمار فرمان بردار بندوں میں تھا اب فرمان بردار بندوں کی جتنی بھی خصوصیات تھیں ان میں آدم و حوا دونوں رہتے تھے اور جنت کا

Atmosphere

انہیں قبول کرتا تھا اور انہوں نے جنت کو قبول کیا ہوا تھا لیکن جب نافرمانی ہو گئی تو نافرمانی کا ارتکاب ہو گیا تو جنت کا

Atmosphere

جو وہ تبدیل ہو گیا اس لئے کہ جنت میں کوئی بھی نافرمان بند نہیں رہ سکتا جنت ٹھکانہ ہے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار بند ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر زندہ رہتے ہیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اب بند یہاں پیدا ہوا جب یہاں پیدا ہوا دیکھئے یہاں بھی کوئی اس کو اپنی ستر پوشی کا کوئی خیال نہیں ہوتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے چھوٹا سا اسے بالکل اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ بھئی میری ستر پوشی ہونی چاہئے یا مجھے کپڑے پہننے

چائیں ، یا میرے لنگوٹ بندھنا چاہئے یا مجھے چڈی پہنانی چاہئے لیکن جیسے جیسے وہ یہاں شعور سنبھالتا ہے اور جیسے جیسے اس ماحول میں اس کا ایڈجسٹمنٹ ہوتا ہے اسی حساب سے والدین سے ، بہن بھائیوں سے ، رشتہ داروں سے ، اس کو یہ احساس منتقل ہوتا ہے اس کو کپڑے پہنانے چاہئیں مثلاً سب سے پہلے نہلانے دھلانے کے بعد بچے کی ستر پوشی کی جاتی ہے حالانکہ کوئی اس کی ستر پوشی کوئی ضروری نہیں لیکن اگر پیدائش کے فوراً بعد ہی ستر پوشی نہ ہو تو بچے کے ذہن میں ستر پوشی کا تصور قائم نہیں ہوگا ذرا سا بچہ ننگا ہوا ابا بھی کہہ رہے ہیں بھئی اسے کپڑے پہناؤ ، اماں بھی کہہ رہی ہیں بھئی اسے کپڑے پہناؤ ، نہیں بھی کہہ رہی ہیں او بھئی ننگے آگئے ننگے آگئے بڑی شرم کی بات ہے ، بڑی شرم کی بات ہے اسے کچھ پتہ نہیں کہ کیا شرم ہے کیا کچھ ہے تو اب یہ ستر پوشی جو دراصل یہاں اس ماحول میں آنے کے بعد پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے مطابق والدین سے اور ماحول سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے اور وہ اس طرح منتقل ہو جاتی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ آدمی پاگل ہو جاتا ہے لیکن ستر پوشی کا تصور پھر بھی اس کے اندر رہتا ہے دماغی طور پر پاگل ہے بھاگ رہا ہے ، چل رہا ہے ، پھر رہا ہے نہ کھانے کا ہوش ہے نہ وہ رشتہ داروں کو پہچانتا ہے کبھی پہچان لیا کبھی نہیں لیکن اس کو ستر پوشی کا احساس ہے کپڑے وہ پہنتا ہے اگر آپ اس کے کپڑے اتارنے لگیں تو وہ احتجاج کرے گا ناراض ہوگا روکے گا وہ آپ کو کیوں؟ اس لئے کہ آپ نے پیدائش کے فوراً بعد جو پہلا کام کیا وہ یہ کام کیا کہ اس کو ستر پوشی کا تصور منتقل کیا اور یہ ستر پوشی کا تصور ہی انسان کو دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتا ہے دیکھئے ناں دوسرے حیوانات میں بھی تمام وہی اعضاء ہیں جو انسانوں کے اندر ہوتے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے جو اعضاء انسانوں کے اندر ہیں ستر پوشی کے وہی اعضاء جانوروں میں بھی ہیں لیکن جانوروں میں چونکہ یہ تصور ہی منتقل نہیں کیا گیا اس لئے نہ انہیں احساس ہے اور نہ انہیں کپڑے پہنانے کی ضرورت ہے تو یہ اصل میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں اس کو کہ پیدائش کے بعد پہلی جو فرماں برداری کی سیڑھی ہے یا پہلی جو فرماں برداری کی کلاس ہے وہ ستر پوشی سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ستر پوشی کو پسند فرماتا ہے میں اور حد مقرر کردی عورتوں کے لئے بھی حد مقرر کردی مردوں کے لئے بھی حد مقرر کردی اور اس میں جو حکمت ہے وہ حکمت یہ تو ہے اللہ تعالیٰ اس کو چاہئے ہے آدمی ڈھکا ہوا رہے چھپا ہوا رہے ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی ہے کہ یہ جو ستر پوشی ہے انسان میں اور حیوان میں ایک حد فاصل قائم کرتی ہے ممتاز کرتی ہے دوسرے تمام حیوانات سے کبوتروں سے ، بلیوں سے ، کتوں سے ، ہاتھی یعنی ہر مخلوق سے ایک امتیاز اس کو قائم ہو جاتا ہے ستر پوشی کے نقطہ نظر سے اگر انسان کے اندر ستر پوشی نہ ہو تو بکری میں اور بیلوں میں جب ایک ساتھ وہ پھر تو امتیاز یہ نسل کا امتیاز تو ہوگا بھئی نسل کا امتیاز تو یہ بھی ہے کہ دیکھئے گاؤں ،

بہینس، بکری، بھیڑ، دنبہ کو ایک جگہ کھڑا کر دیتو سب کی نسلیں الگ الگ
 ہیں آپ کہیں گے بھیڑ، دنبہ، بکری، یہ گائے تو
 اسی صورت سے اگر انسان بھی اس میں کھڑا ہو جائے تو اب یہ نسل تو الگ
 لیکن نسلی امتیاز کے ساتھ ساتھ کوئی فخر کی بات کوئی ایسی بات جو
 بالکل بالکل دوسری مخلوق سے انسان کی حیثیت کو نمایاں کر دے وہ ستر
 پوشی کے بغیر ممکن نہیں جب یہاں انسان آیا اس وقت سے یہاں ستر
 پوشی شروع ہو گئی تو جنت میں کیا تھا تو جسم تو یہی تھا جو اب ہے اگر
 جسم یہ نہیں ہوتا تو نافرمانی کے بعد آدم کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ بھی
 میں کھل گیا ہوں وہ کہتے ہیں نہ کہ کیلے کہ پتوں سے ستر پوشی کی وغیرہ
 وغیرہ لیکن لباس، جنت کی لباس میں اور اس دنیا کی لباس میں فرق ہے
 جو ہماری دنیا ہے اس میں ہر چیز جو کثیف ہے زمین سے پیدا ہونے والی
 چیز جو ہے کسی بھی صورت سے کثافت کے دائرہ سے باہر نہیں نکلتی یہ
 تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز کم کثیف ہو، کوئی چیز زیادہ کثیف ہو مثلاً اب پانی
 پانی اتنے درجہ لطیف چیز ہے لیکن اگر اس پانی کو آپ کسی مٹکے میں
 یا کسی برتن میں ڈال کے پانچ سات روز رکھیں اس کے اندر کیڑا پڑ جائے گا تو
 اس کا ظاہر ہے مطلب یہ ہے کہ اس پانی کے اندر کثافت موجود تھی جس کی
 وجہ سے کیڑا پڑ گیا اگر پانی دیکھئے ناں اگر پانی چلتا رہے پھر تو پانی ٹھیک رہتا
 پانی جو پڑ میں رک جائے، کسی تالاب میں رک جائے تو اس میں سے بدبو
 اُٹھ لگتی ہے کیچڑ ہو جاتا ہے اس میں بے شمار قسم کے کیڑے مکوڑے بھی پیدا
 ہو جاتے ہیں اسی صورت سے اب یہ آپ زمین میں گئے ہوں ڈالتے ہیں کس قدر
 عمدہ گئے ہوں ہوتا ہے صاف ستھرا چمکدار اچھا لگتا ہے اس میں کسی قسم
 کی بدبو نہیں ہوتی بلکہ اگر اکھٹا گئے ہوں تو اس میں ایک قسم کی خوشبو آتی
 ہے گئے ہوں کی اپنی خوشبو آتی ہے لیکن اسی گئے ہوں کو آپ کسی ایسی جگہ
 ڈال دیں کہ جہاں اس میں اس کو ہوا لگتی رہے مرطوب ہوا لگتی رہے، خشک
 ہوا نہ ہو، زیادہ روشنی ہو تو گئے ہوں بھی خراب ہو جاتا ہے اور گھن لگ جاتا
 ہے اسی گئے ہوں کو پسوا لیں آپ آٹا آٹا گوندھ کے آپ روٹی پکا کے کھالیں
 نہایت عمدہ آپ دیکھئے گئے ہوں کی روٹی کھا کے دیکھئے آپ کو خوشبو بھی آئے گی
 اور لذت بھی ہوگی روکھی روٹی کی لذت ہی الگ ہے تو اگر آپ دیکھیں
 سالن سے روٹی کھا کے وہ اصل میں روٹی کا ذائقہ ختم ہو جاتا ہے سالن کا ذائقہ
 غالب آ جاتا ہے لیکن آپ کبھی اس کا تجربہ کریں، کرنا چاہئے کبھی روکھی
 روٹی بھی کھانی چاہئے آپ کو، گرم گرم روکھی روٹی کھائیں آپ اور پھر دیکھئے
 آپ کو اس میں خوشبو بھی آئے گی اس میں لذت بھی آئے گی اور دوسری بات یہ
 کہ وہ مضمہ آپ کا اچھا ہوگا اس سے اچھا اب اسی آٹے کو جو اتنی خوشبودار
 جس کی روٹی بنی اتنی ذائقہ دار جس کی روٹی بنی اسی آٹے کو آپ صبح سے
 شام تک گرمی میں رکھ دیجئے اس میں تعفن پیدا ہو جائے گا اور سڑ جائے گا اور
 اس میں باقاعدہ بدبو آئے گی، جال بن جائے گا، کیڑا پڑ جائے گا تو اس کا مطلب

کہ اتنی صاف ستھری چیز ہونے کے باوجود اس کے اندر تعفن ہے ایک خاص
 پروسس میں آپ اسے استعمال کر لیں تو اس کے اندر تعفن نہیں ہوگا یہ تو
 ہماری کھانہ پینے کی جتنی بھی چیزیں ہیں پھل لے لیں، فروٹ، فروٹ کھاتے
 ہیں گوشت، گوشت کو آپ رکھ دیجئے اس میں بدبو، ایسی بدبو ہو جائے گی
 کہ آپ کھڑے بھی نہیں ہو سکتے اس کا مطلب ہے کچھ چیز سڑاند اس کے اندر
 موجود ہے تو سڑ گئی نہ بھائی یہ تو ہماری غذاؤں کا حال ہے دودھ، کس قدر
 لطیف، اللہ کا نور کا جاتا ہے دودھ کو یہ اتنی لطیف شے ہے دودھ کے اس کو
 تشبیہ دی جاتی ہے اللہ کے نور سے اللہ کا نور تو ساری دنیا ہی لیکن
 دودھ کو، لیکن اگر آپ دودھ نہ گرم کریں اس میں بھی سڑاند آجاتی ہے، بدبو
 آجاتی ہے تو اس کا مطلب ہے اس کے اندر بھی سڑاند موجود ہے یہ تو آپ کی
 وہ چیزیں ہیں جو آپ کی کفالت کرتی ہیں یعنی ضروریات ہیں آپ کی زندگی
 کی ایسی ضروریات کہ آپ کسی بھی عنوان سے ان کو چھوڑ نہیں سکتے یہ تو
 آپ کی غذا ہوگئی اب آپ دیکھیں اب آپ کیسے بندے مثلاً جس چیز سے آپ بندے
 ہیں اتنی کثیف اتنی اس میں غلاظت ہے، اتنی اس کے اندر بدبو کہ اگر وہ آپ
 کے جسم کو لگ جائے تو آپ نماز نہیں پڑھ سکتے جب تک آپ غسل نہیں کر لیں
 گے، اس جگہ کو صاف نہیں کر لیں گے، اس کو تین دفعہ دھو نہیں لیں گے آپ
 ناپاک رہیں گے تو آپ ایسی چیز سے بندے ہیں کہ جو اتنی غلیظ ہے کہ اگر آپ
 کے جسم میں لگ جائے تو آپ عبادت نہیں کر سکتے اس کے لئے لازم ہے اس
 غلاظت کو آپ دھوئیں اور نہ صرف دھوئیں بلکہ سر سے پیر تک ہائیں پانی
 ہائیں یعنی غلاظت آپ کی لگی ٹانگ میں لیکن آپ کے اوپر واجب ہو گیا کہ آپ
 پورا جسم دھوئیں اس سے زیادہ غلاظت اور کیا ہو سکتی ہے اس سے آپ بندے
 یعنی وہ ہماری پیدائش، نطفہ جسے آپ کہتے ہیں علقہ خلق من علق قرآن
 میں ہے نطفہ ہے نطفہ اس کو قرآن نہ کہے تو اب اس سے آپ بندے ہیں یہ
 آپ کی تخلیق کا پہلا مرحلہ ہے اب آپ ماں کے پیٹ میں آپ کا قیام ہو گیا اور
 آپ آہستہ آہستہ وہاں آپ نہ پرورش پائی ماں کے پیٹ میں تو سب جانتے ہیں
 کہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی جو غذا ہے جو اس کو نشو و نما دیتی ہے وہ حیض
 ہے اب حیض بھی گندی چیز ہے کسی بھی صورت سے آپ اس کو لطیف کہہ
 ہی نہیں سکتے حیض جو ہے خون گندے خون، ایک تو خون ہوتا ہے ایک گندے
 خون، ایسا کثیف خون جس کا جسم سے نکلنا ضروری ہے اگر وہ خون مائے
 حساب سے نہ نکلے خواتین کے اندر سے تو بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور طرح
 طرح کی بیماریاں ہوتی ہیں کینسر بھی ہو سکتا ہے، رسولی بھی ہو سکتی ہے،
 اندرونی ورم بھی ہو سکتا ہے یعنی یہ شمار بیماریاں کھڑی ہو جائیگی ایسی
 کثیف چیز ہے وہ کثیف چیز آپ پی پی کے ماں کے پیٹ میں بڑھے یعنی آپ اپنی ذرا
 حیثیت دیکھیں کیا ہے اب اس کے بعد آپ پیدا ہوئے تو پیدا جب آپ ہوئے تو
 پیدائش کا جو ذریعہ ہے وہ بھی کثافت کے علاوہ آپ اس کو کوئی دوسرا نام
 نہیں دے سکتے اس میں کثافت کا اخراج بھی ہوتا ہے اور اس میں اور کیا

الا بلا گندگی سب آپ پیدا ہو گئے پیدا ہونے کے بعد نہ لایا دھلایا اب پھر آپ کی غذا کا مسئلہ شروع پھر آپ نہ ماں کا دودھ پیا ماں کا دودھ کیا؟ وہی خون وہی خون ایک خاص پروسس سے گزر کر دودھ بنا اور وہی دودھ آپ پی رہے ہیں وہ دودھ آپ بچے کو پلاتے ہیں نہایت لطیف وہ ماں سے منتقل ہوا اس میں ہوا بھی نہیں لگی بچے نہ دودھ پیا اس کو ہوا بھی نہیں لگ رہی چسر چسر کر کے بچے پی رہا ہے لیکن جب بچے اس دودھ کی الٹی کرتا ہے تو انتہائی بدبو ہوتی ہے حالانکہ بچے کو کثافت سے کیا تعلق ہے تو صاف ستھرا بالکل بات یہ بنی کہ انسان کا یہ جو جسم ہے جسم انتہائی درجہ کثافت ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو یہ ہوا کے روح جو ہے روح، روح جب جنت میں رہی تو اس نے وہاں ایک ایسا لباس اپن لیا اختیار کیا کہ جس لباس کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ اس لطافت میں انسان کے شعور پر ننگے پن کا احساس ہی نہیں ہوتا پھر آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی آپ نے سے مراد یہ کہ جب آدم نے نافرمانی کی تو ہم سب نافرمانوں میں شمار ہو گئے جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی تو وہ لطیف جسم جس کی لطافت کی بنیاد پر ہمارا ذہن ستر کی طرف گیا ہی نہیں تھا وہ ختم ہو گیا اور اس کی بنیاد پر پھر ایک نافرمانی، نافرمانی بجائے خود ایک کثافت ہے نافرمانی بجائے خود ایک تاریکی ہے نافرمانی بجائے خود ایک بدبو ہے، تعفن ہے تو وہ تعفن آپ کو دنیا میں لے آیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ روح کے اوپر جب لطیف جذبات و احساسات کا جو خول تھا، جو اس نے بنایا تھا، یا جو روح نے لطیف انوار سے جو لباس بنایا تھا جنت کا وہ اتر گیا اب جب وہ اتر گیا تو روح نے اب لباس بنایا تعفن کا تو یہ سارا ہمارا جسم جو اصل میں یہ جسم نہیں ہے جس طرح کہ جاتا ہے نہ یہ گوشت پوست کا جسم ہے روحانی نقطہ نظر سے اس جسم نے میں کہہ سکتے ہیں روحانی نقطہ نظر سے اس کو یہ کہہ جاتا ہے کہ روح نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے ایک لباس بنایا اس کا نام جسم ہے اور وہ لباس سارا کا سارا تعفن سے تخلیق کیا اب یہ آپ دیکھیں ایک آدمی مرجاتا ہے تو مرنے کے بعد یہ جو جسم ہے یہ بار بار بات تذکرے میں آتی ہے اس کا کچھ نہیں بگڑتا لاش پڑی ہوئی ہے لیکن لاش کے اندر کوئی حرکت نہیں ہے اس کو نہ لانے کے لئے تخت پر لٹاتے ہیں تو وہ بھی نہیں کہتا میاں کیا کر رہے ہو آپ اس کا ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ نہیں کہتا کہ کیا کر رہے ہو بس پڑا ہوا ہے وہ بیکار عضو معطل ہے بالکل ہر چیز اس کی عضو معطل ہے تو بات کیا ہوئی کہ جس طرح روح نے عارضی طور پر جنت کے لطیف لباس سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا تھا اب اسی طرح روح نے پھر اس مادی لباس سے یہ سڑاند کے لباس سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا وہاں جنت میں اس نے جب رشتہ منقطع کیا تو آدم کی نافرمانی کی وجہ سے تو وہ لباس اتر گیا اس دنیا میں آئے کے بعد روح نے جب اس جسم سے یعنی لباس سے اپنا رشتہ منقطع کیا تو اس لباس کی حیثیت جو ہے بیکار ہو گئی اب اس کے بعد مرنے کے بعد پھر وہ عالم اعراف میں

وہ روح چلی گئی۔ عالم اعراف میں جانے کے بعد اس نے پہر اپنا ایک لباس بنایا۔
 وہ لباس ظاہر ہے۔ جنت میں اگر وہ لباس نور کا تھا۔ جنت کے بعد یہاں وہ
 لباس تعفن کا بنا، میٹر کا مطلب تعفن کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میٹر کا مطلب
 تعفن، کثافت ہے۔ اب اس کے بعد جب روح عالم اعراف میں چلی گئی تو عالم
 اعراف میں اس نے پہر لباس بنایا۔ اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے وہ لباس بنا
 روشنیوں کا۔ روشنیوں کا لباس بنا۔ اب پہر یہ تو ایک بڑا لمبا حساب ہے۔ عالم
 اعراف کے بعد، عالم اعراف میں بھی آدمی کو مرنا ہے۔ جنت کی فضا ہے جب
 آدم و حوا کو رد کر دیا اور جنت کی فضا سے آدمی نکل آیا اس کا مطلب ہے جنت
 میں وہ مر گیا۔ جنت میں مرنے کے بعد یہاں پیدا ہوا۔ اب یہاں پیدا ہونے کے بعد
 ایک عمر ہے۔ اس کی ساٹھ سال، ستر سال، اسی سال جتنی بھی ہے۔ جب وہ
 یہاں مرا تو اس کا مطلب ہے روح نے یہ لباس بھی چھوڑ دیا۔ اب اس کے بعد روح
 نے ایک نیا لباس روشنی کا، یا گیسز کا بنایا اعراف میں۔ اور وہ اعراف میں بھی
 کتنا عرصہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ اعراف کے بعد، اعراف سے
 روح منتقل ہوتی ہے۔ عالم حشر و نشر میں۔ اب اس کا مطلب ہے اعراف
 میں بھی موت واقع ہو گئی۔ اب اس نے روح نے پہر ایک نیا لباس بنایا عالم حشر و
 نشر میں۔ عالم حشر و نشر سے مراد یہی ہے کہ بھٹی ساری دنیا ایک جگہ جمع
 ہو جائے گی۔ اور یہ جو لباس یہاں ختم ہو گیا تھا وہاں بھی میٹر کا یہی دوبارہ
 لباس وہاں اس کو ملے گا۔ اس کے بعد پہر وہ اللہ تعالیٰ سب پر رحم کریں وہ
 تو بڑی سخت ہے۔ حساب کتاب کا ہے۔ آپ نے سنا ہی ہے کہ سوا نیزہ پر
 سورج ہوگا۔ ہاتھ اپنی گواہی دے گا۔ پیر اپنی گواہی دے گا کہ میں نے یہ کیا
 میں نے یہ کیا۔ اب وہاں سے جو لوگ آزاد ہو جائیں گے۔ آزادی کی دو صورتیں
 ہیں۔ عالم حشر و نشر سے آزاد ہونے کے۔ اب اس میں کچھ دوزخ کا حصہ ہے،
 کچھ جنت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ہم سبھی کو بچائے۔ تو اب پہر وہی
 بات جو روح نے لطیف لباس جنت میں اتار دیا تھا اب وہ دوبارہ پہنے گی۔ دوبارہ
 پہن لے گی۔ اب وہ بندہ جنت میں رہے گا۔ اب دیکھئے۔ اب اللہ تعالیٰ کی بڑی
 عنایت اور بڑی مہربانی ہے۔ آدم کو جنت سے تو نکال دیا لیکن چونکہ آدم نے اپنی
 غلطی کا اعتراف کر کے بہت زیادہ اظہارِ ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی
 تلافی کی صاحب ہم سے تو بڑی غلطی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ جنت کا جو
 دماغ تھا، فرمان برداری کا جو دماغ تھا اس کو مٹایا۔ ہم ملیامیٹ نہیں کیا اس
 کو سسپنڈ کر دیا۔ تاکہ یہ بندہ جو ہمیں اس دماغ کو کام میں لاکر نافرمانی کے
 دماغ میں زندگی گزارتے ہوئے معافی تلافی کریں۔ کوشش اور جدوجہد کریں
 اس بات کی کہ وہ جو فرمانبرداری کا جنت کا دماغ تھا وہ دوبارہ حاصل
 ہو جائے۔ تو ان کو دوبارہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ چونکہ رحیم و کریم ہیں اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں کہ بندہ دوبارہ
 جنت میں جائے۔ اور اس کا بندوبست یہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ تسلسل کے ساتھ
 اپنے برگزیدہ پیغمبر بھیجتے رہے۔ اور ہر پیغمبر نے تمام نوع انسانی کو ایک ہی

بات سکھائی کہ برائی سے بچو اچھائیوں کو اختیار کرو ایک برائی کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی سے تمہارا اتنا بڑا نقصان ہوا کہ تمہیں جنت نہ نکال دیا جنت نہ تمہیں رد کردیا جنت نہ کہ میں اب تمہیں برداشت نہیں کرتی تم اب جاؤ نکلو تو جب ایک نافرمانی کے بعد اتنا بڑا نقصان کرچکے ہو تو مزید نافرمانیاں اگر زیادہ ہوں گی کتنا بڑا نقصان ہوگا تو اللہ تعالیٰ نہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر جو ہیں یہ کوئی حدیث قرآن نہیں ایک روایت چلی آ رہی ہے اور کس طرح لوگوں نے حساب لگایا کیا ہوا ایک لاکھ چوبیس ہزار سے مراد یہ کہ ہر شمار پیغمبر اتنے پیغمبر کے بہت زیادہ ہوتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ہر پیغمبر نہ ایک ہی بات کہی کہ وہ جو جنت کا دماغ سسپنڈ ہو گیا نافرمانی کی بنیاد پر تمہیں جنت سے نکال دیا گیا وہ دماغ تمہارے اندر موجود ہے ختم نہیں ہوا معطل ہوا اگر تم اللہ تعالیٰ سے معافی تلافی کرکے جیسے یہ تمہارے باپ آدم نے معافی تلافی کرکے جنت میں چلے گئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدم کو دیکھیں نہ نکلے تو آدم حوا تھے جنت سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدم و حوا جو ہیں دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ آدم و حوا نے اس کی تلافی کردی معافی مانگی، روئے دھوئے ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنا کوننا من الخاسرین اے ہمارے رب! ہم نے بلاشبہ اپنے اوپر بہت ظلم کیا آپ کی نافرمانی کرکے ہم نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اگر آپ نے ہمیں معاف نہیں کیا تو، اگر آپ نے ہماری توبہ قبول نہیں کی، اگر آپ نے ہماری غلطیوں کو نظر انداز نہیں کیا، اگر آپ نے ہماری کمزوریوں کے اوپر پردہ نہیں ڈالا تو ہمارا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں سوائے خسارے اور گھاٹ کے ہمارے تو کوئی نظر ہی نہیں آتا جب آدم نے گڑگڑا کہ یہ دعا کی اپنی غلطی کا احساس کرکے اللہ تعالیٰ کے سامنے احساس ندامت کے ساتھ ہاتھ جوڑ دیے، سجدے میں گر گئے، روزہ لگے، تو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا اس معافی کی بنیاد پر آدم جو دوبارہ جنت میں چلا گیا اب آدم کی اولاد کا مسئلہ وہی ہے کہ آدم کی اولاد بھی جنت سے نکل کر آ رہی ہے آپ یہ نہیں سمجھتے کہ بس وہ آدم جنت سے نکلے تھے اور ہم کہیں اور سے آ رہے ہیں ہم بھی وہیں جنت سے آ رہے ہیں روٹیں وہی ہیں جس طرح آدم و حوا جنت سے نکلے یہاں آئے اسی طرح آدم کی ہر اولاد جنت میں نافرمانی کرکے یہاں آ رہی ہے اتنا مسلسل اور اتنی ترتیب ہے اتنا

Accurate

نظام ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تو جب سارے ہی نظام میں تبدیلی نہیں ہوتی تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور روحانی نقطہ نظر سے اس کو مشاہدہ بھی کرایا جاتا ہے جو روحانی استاد ہوتے ہیں اس کو بتاتے بھی ہیں کہ ہر آدمی جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ اصل میں آدم کا ایک عکس ہے اور وہ آدم کی طرح جنت سے نافرمانی کرکے اور جس طرح آدم نے ربنا ظلمنا

انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنا كوننا من الخاسرين پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی
 خطاؤں کی معافی چاہی تھی آدم زاد اگر اسی طرح معافی مانگ لے تو اس کے
 اوپر جنت کے دروازے اسی طرح کھل جائیں گے جس طرح آج آدم جنت میں رہتے
 ہیں تو یہ ایک نظام ہے اس کا کہ دو دماغ انسان کے اندر ہیں اچھا حشر و
 نشر کے بعد ، حشر و نشر میں یہ ہوگا کہ یہی جسم اللہ میاں نہ کہہ سکتے
 بھئی جب یوم حساب ہوگا تو تم میں اسی جسم کے ساتھ اٹھالیا جائے گا تو جسم
 کے ساتھ اب یہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کیسے ہو سکتا ہے کہ صاحب و
 سارا آدمی مر گیا ، مٹی ہو گئی ، ڈیاں سرمہ بن گئیں پھر یہ جسم کیسے آئے گا
 تو وہاں سوال یہ کیا جاسکتا ہے کہ بھئی جس طرح یہ جسم بن گیا بغیر کسی
 ایک اس سے قطر سے ، ایک قطر سے ہی بنا نہ بھئی تو وہاں کیا ہوگا وہاں
 کیا روح کو اتنا اختیار نہ ہیں کہ ایک جسم بناسکے جبکہ اس جسم کا ریکارڈ
 موجود ہے گوشت پوست تو سڑ گیا لیکن اس کا ریکارڈ تو موجود ہے بس یہی
 ہے کہ لباس جو ہے روح جو ہے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور
 روح کے یہ بتایا جاتا ہے کہ روحانی نقطہء نظر سے اس میں کوئی اب دیکھئے نہ
 ہر چیز تو یہ نہیں ہو سکتا کہ صاحب کوئی بتادے گا کہ ہاں ہاں لیکن جو لوگ
 مشاہدات کے لوگ ہیں یا جو بزرگ ہیں بتاتے ہیں ، وہ یہ کہتے ہیں کہ روح کے
 اندر تقریباً تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار جسم بنانے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ
 ساڑھے گیارہ ہزار روپ میں خود کو ظاہر کرسکتی ہے اس حساب سے اس
 زمین کے اوپر اور کائنات کے اندر جو حساب کتاب ، حساب کتاب تو اللہ کا لگ ہی
 نہیں سکتا اللہ میاں نہ خود فرمایا کہ بھئی تمہارے سارے سمندر روشنائی بن
 جائیں اور تمہارے جو یہ درخت ہیں یہ قلم بن جائیں تو یہ سارے قلم بھی ختم
 ہو جائیں گے اور سمندر بھی خشک ہو جائیں گے اللہ کی باتوں کا احاطہ نہیں
 ہو سکتا اللہ کی باتیں پھر بھی باقی رہیں گی تو اب یہاں تو آدمی ایسا ہے
 لیکن انسان کو جو اللہ تعالیٰ نہ شعور دیا ہے اس شعور سے وہ حساب کتاب
 ضرور لگاتا ہے مثلاً آپ یہ کہتے ہیں صاحب کہ یہ دنیا اتنے لاکھ سال کی ہے
 اتنے لاکھ سال کی ہے اب حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ بھئی چودہ سو سال
 تک قیامت نہیں آئے گی جب حساب لگایا تو کہہ نہ کہ چودہ سو سال اور وہ
 بات دیکھئے آپ کے سامنے اب وہ بات سچی ہو گئی چودہ سو سال تو گزر گئے
 حضور پاک نے نہیں فرمایا کہ چودہ سو سال کے بعد قیامت آجائے گی یہ
 فرمایا چودہ سو سال تک قیامت نہیں آئے گی اب پندرہ سو سال بھی ہو سکتے
 ہیں ، سولہ سو بھی ہو سکتے ہیں لیکن جو حضور نے فرمایا چودہ سو سال ،
 حساب کتاب تو لگایا انہوں نے تو اس میں حساب کتاب میں وہ کہتے ہیں کہ
 اس وقت جو انسان کی جو نظر ہے محدود نظر جو وہ کائنات کو دیکھتی ہے یا
 کائنات کے جتنے حصے انسان کی شعوری نظر میں یعنی انسان کی جو روح ہے
 اس کی نظر میں آئے ہیں اس میں تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار نوعیں ہیں ساڑھے
 گیارہ ہزار نوعیں ہیں نوع سے مراد مچھلی ایک نوع ہے اب اس میں مچھلی

میں ذیلی نوعیں کتنی ہیں آپ نہ سمندر میں دیکھا ہوگا تو وہ جتنی بھی مچھلیاں ہیں جس قسم کی بھی مچھلیاں ہیں وہ ایک نوع شمار ہوگی ایک مچھلی کے اوپر بھیڑ بکری، گائے، بھینس اب گائے بہ شمار قسم کی ہوتی ہیں چڑیاں بہ شمار قسم کی ہوتی ہیں تو ہر جو ایک پرند کی نوع ہوگئی، ایک جمادات، نباتات کی وغیرہ وغیرہ تو تقریباً روح جو روح اپنے آپ کو ساڑھ گیارہ ہزار نوعوں کے باوا آدم کی کے لیجئے روپ دھار تی ہے بھئی ہر نوع کا ہلا فرد باوا آدم کی کے میں گے کیا کے میں گے تو ہر نوع کے باوا آدم کا روپ دھارتی ہے اور اس کی تعداد تقریباً ساڑھ گیارہ ہزار ہوتی ہے اور روحانی لوگ ان ساڑھ گیارہ ہزار اسماء اللہ تعالیٰ کے بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساڑھ گیارہ ہزار اسماء ہیں اور ان اسماء کا جو روحانی لوگوں نے نام رکھا ہے وہ اسماء اطلاق کے لاتا ہے یعنی اسماء الہیہ جو اسماء اطلاق یعنی ایسے اسماء کے جن کی بنیاد پر کائنات میں نوعیں تخلیق ہوتی ہیں اور وہ نوع جو ہے وہ روح جو ہے اسے تخلیق کرتی ہے اور ہر نوع کا فرد، ہلا فرد جو ہے وہ دراصل ایک لباس ہے جس طرح انسان کے جسم کا ایک لباس ہے کبوتر کے جسم کا، دیکھئے جس طرح انسان سڑتا ہے کبوتر بھی سڑتا ہے جس طرح انسان کی غذائیں سڑ جاتی ہیں چرندوں کی بھی غذائیں سڑ جاتی ہیں اب ہر نوع الگ الگ ہے اب اس نوع میں پھر الگ الگ امتیاز ہوجاتا ہے مثلاً اب شیر ہے اب شیر کی خصلت ہے پھاڑ کھانا ہے اب بکری ہے بکری کی خصلت پھاڑ کھانا ہے میں کبوتر اس کی خصلت الگ ہے چیل کی خصلت الگ ہے کوئی کی خصلت الگ ہے گدھ کی بالکل ہے الگ ہے اب کبوتر پرند ہے دیکھئے چیل بھی ایک پرند ہے کبوتر بھی پرند ہے گدھ بھی پرند ہے لیکن کبوتر کبھی گوشت نہیں کھاتا اور گدھ جو ہر مردار کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا اس کی خوراک ہے مرد گوشت ہے بھینس مرجائے، گائے مرجائے، آدمی مرجائے اس کو کھا کے خوش ہوتا ہے مرد تو ایک نوع میں ایک پرندوں کی نوع میں کتنی ذیلی نوعیں بن گئیں پھر ہر ذیلی نوع میں ان کا الگ الگ جو ہے ان کی سوچ الگ ہے ان کے جذبات و احساسات الگ ہیں ان کی جو ضروریات زندگی ہیں، تو وہی جو زمین میں وسائل پھیلے ہوئے ہیں لیکن ہر نوع کی ضروریات زندگی بھی الگ ہے ایک مجھے قصہ سنایا ہے وہ ایک قصہ پڑھا میں نے تذکرہ غوثیہ ایک کتاب تذکرہ غوثیہ غوث علی شاہ صاحب نے لکھی ہے اس میں ہے ایک قصہ پڑھا کہ ایک صاحب اللہ والا بزرگ تھے وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بھئی یہاں کوئی چیز ناپاک نہیں ہے ہر چیز پاک ہے وہ بڑا ان سے بحث مباحثہ کرتے اور جب لوگ ان سے بحث کرتے تھے تو وہاں اسے وہ مطمئن کردیتے آدمی کو اور وہ کہتا بات تو صحیح ہے اور پھر جاکہ کے دیتے ہر چیز کیسے پاک ہو سکتی ہے بھئی پیشاب کو آپ کیسے پاک کر دے شراب کو آپ کیسے پاک کر دے سڑی ہوئی چیز کو آپ کیسے پاک کر دے دیں گے مرد گوشت کو آپ کیسے پاک کر دے دیں گے تو جب لوگ بہت عاجز اور پریشان ہو گئے

تو انہوں نے کہا ان حضرت صاحب کے ساتھ فلاں مذاق کرو تو ایک دعوت کا
 اتمام ہوا بت بڑے کوئی امیر کبیر آدمی تھے بت بڑا گھر تھا اس میں تالاب
 تھا دعوت ہو گئی اور دعوت کا کچھ اس طرح انہوں نے انتظام کیا کہ پہلے سہ
 ہی پلیٹوں میں کھانا رکھ دیا اور اس کے اوپر پلیٹیں ڈھانک دیں تو ایک پلیٹ
 میں جو ان کی نشست تھی حضرت صاحب کی اس میں انہوں نے پاخانہ رکھ
 دیا کہ اگر پاک ہے تو کھاؤ اسے ایک قسم کی شرارت ہے وہ آگے بیٹھ گئے تو
 ان سے کہہ بسم اللہ کریں انہوں نے کہا آپ بسم اللہ کریں نہیں نہیں حضرت
 صاحب آپ پہلے بسم اللہ کریں کہہ لگے نہیں جی سب کے ساتھ بسم اللہ
 کریں گے تو وہ کسی نے اپنی پلیٹ کھولی نہیں انہوں نے جب ماحول کو دیکھ
 لیا اللہ والے آدمی تھے صاحب نظر وہاں سے اٹھے تو وہاں جو ایک تالاب تھا ،
 سوئمنگ پول کے لیجنے وہ جو تالاب تھا اس میں کودنے لوگوں کو بڑی حیرت
 ہوئی بھئی یہ کیا ہوا تھوڑی دیر میں اس میں سے ایک سؤر نکلا سؤر نکلا اور
 وہ بت آرام سے آیا اور اس نے اپنے منہ سے پلیٹ اٹھائی اور سب کھا گیا اور
 کھاکے وہ دوبارہ پھر تالاب میں کود گیا اب تھوڑی دیر میں وہ بزرگ نکل آئے
 اور آگے بیٹھ گئے انہوں نے کہا حضرت صاحب یہ کیا ہوا کہہ لگے بھئی جس
 کے لئے پاک تھا وہ کھا گیا یہ میں نے کب کہا کہ پاخانہ انسان کے لئے پاک ہے
 چیز مثلاً ایک گدھ اگر مردے خور ہے تو اگر اس کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ یہ
 چیز ناپاک ہے تو وہ مردوں کا کیا بنے گا؟ سڑاند پھیل جائے گی بیض پھیل جائے
 گا اگر مردے ہوئے جانوروں کو چیل کو گدھ نے کھائیں تو وہ گوشت انسانوں کے
 لئے عذاب بن جائے اس کی بدبو سے، تعفن سے نئی نئی بیماریاں پھیل جائیں
 گی تو یہی بات ہے کہ ہر چیز جو ہے اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ نے
 ایک نظام بنایا ہے اور یہ روح کی اپنی اللہ نے ذمہ داری روح کے اوپر ڈال دی ہے
 کہ روح جو ہے وہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے صلاحیت تو پتہ نہیں کتنی دی
 ہوگی انسان جو چھوٹا سا دماغ ہے انسان جو چھوٹا سا دماغ ہے اس میں
 انہوں نے یہ بتایا ہے کہ روح جو ہے ساڑھے گیارہ ہزار نوعوں کے روپ میں
 ہر روپ بدلتی ہے اب پھر اس میں ایک نوع میں انسان میں پانچ ارب آبادی تو
 ظاہر ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ابھی زمین کا ایک ہی حصہ معلوم ہوا تین
 حصہ کا تو پتہ ہی نہیں چلا اور وہ تین حصوں میں بھی آبادیاں ہیں تو یہ جو
 لباس کی جو حیثیت ہے اس لباس کی حیثیت یہ ہے کہ جسم کی ہے ، جسم ہے
 روح کا روح اپنے آپ کو لباس میں ظاہر کرتی ہے اور ہم اسے جسم کہتے
 ہیں اور جب روح اس جسم سے اپنا رشتہ منقطع کر لیتی ہے تو اس کی حیثیت
 ایک پھٹے ہوئے خول کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہتا اختتام